پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی　　　　(چوتھی قسط)

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ

حالات وخدمات

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ بحثیت قاضی:

عدل وانصاف، حکومت وسلطنت کی عمارت کا ستو ہے۔ اسی لیے اسلام نے ہر قسم کے مذہبی اور عدالتی فیصلے کے لیے انصاف کو لازمی قرار دیا ہے کہ یہ اگر نہ ہو تو کسی مظلوم کی دادرسی ممکن نہیں۔ اسی لیے ایک حاکم کا پہلا فریضہ یہ ہے کہ وہ عادل ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

'' وَ اِذَا حَکَمۡتُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡکُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ''　　[النساء ۵۸]

اور جب لوگوں کے درمیان جھگڑے فیصل کرنے لگو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ قرآن کریم کی رو سے اگرچہ ہر مسلمان کو عادل ہونا چاہیے تاہم والی وحاکم وقت کے لیے عادل ہونا اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ اس لیے حدیث میں امام عادل کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ:

قیامت کے دن جب اللہ کے سائے کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا سات اشخاص کو اللہ اپنے سائے میں لے گا جن میں سے ایک شخص امام عادل ہوگا۔

{صحیح بخاری کتاب المحاربین من اهل الکفر والردة، باب فضل من ترک الفواحش، جلد ۲ ص ۱۰۰۵}

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ ایک طویل عرصہ تک مدینہ منورہ کے گورنر رہے۔ انھوں نے عوام کو انصاف دلانے کے لیے جہاں ''قاضی'' مقرر کیے وہیں خود بھی بحثیت ''قاضی'' چند فیصلے فرمائے اور اس شعبے میں ان کے آئیڈیل سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فیصلے اور قضایا ہوتے تھے چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''کان عند مروان قضاء وکان یتبع قضا یا عمر بن الخطاب''

(البدایة والنهایة، جلد۸، ص ۲۶۰، سیر اعلام النبلاء، جلد۳، ص۴۷۷)

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ (سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں بعض دفعہ) منصب قضاء پر بھی فائز رہے اور وہ سیدنا مروان رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی للہ عنہ کے فیصلوں کی اتباع وپیروی کرتے تھے اسی طرح سیدنا مروان رضی اللہ عنہ، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کو بھی اپنے لیے قابل تقلید سمجھتے تھے۔ چنانچہ ''ایلاء'' سے متعلق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ نقل کرتے ہیں۔

''اذا مضت الأربعة فانه یحبس حتیٰ یفئ أو یطلق ......''

جب ''ایلاء'' کے چار ماہ گذر جائیں تو ایلاء کے مرتکب کو قید کیا جائے گا کہ یا تو (بیوی کے حق میں) قسم سے رجوع کرے یا پھر طلاق دیدے۔ یہ فیصلہ بیان کرنے کے بعد سیدنا مروان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ:

''ولو وُلّیتُ ھٰذا لقضیت فیه بقضاء علی رضی اللّٰہ عنه''

اگر اس نوعیت کا کوئی تنازعہ میرے سامنے آیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کے مطابق ہی فیصلہ کروں گا۔

(المصنف لعبد الرزاق، جلد۶، ص۴۵۷. باب القضاء ...... ایلاء)

یہی نہیں بلکہ ایک دینی مسئلہ میں سیدنا مروان رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے کے برخلاف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فتویٰ کی تائید کی جسے خود ان سے سیدنا زین العابدین علی رحمۃ اللہ علیہ بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ:

''عن علی بن حسین عن مروان بن الحکم قال شھدت عثمان وعلیا وعثمان ینھیٰ عن المتعة وأن یجمع بینھما فلما رایٰ علی اھل بھما لبیک بعمرة وحجة قال ماکنت لأدع سنة النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم بقول أحد.''

(صحیح بخاری، کتاب المناسک، باب التمتع والقران، رقم الحدیث ۱۵۶۳)

سیدنا علی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ بن حسین رضی اللہ عنہ سیدنا مروان بن حکم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے بیان کیا کہ:

میں سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کی خلافت میں موجود تھا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تمتع اور قران سے منع کرتے تھے جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا اور ''لبیک بعمرۃ وحجۃ'' فرمایا اور کہا کہ کسی ایک شخص کے قول کی بناء پر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتا۔ امام بخاری (م۲۵۶ھ) نے سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کا ایک یہ فیصلہ نقل کیا ہے کہ: حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کے بیٹوں نے دعوٰی کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مکان اور ایک حجرہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو دیا تھا (یہ جائیداد اب ہمیں ملنی چاہیے کیونکہ ہم ان کے وارث ہیں) سیدنا مروان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کا گواہ کون ہے؟ انھوں نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہما

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بلوایا تو انھوں نے اس بات کی گواہی دی کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو دو مکان اور ایک حجرہ عطا فرمایا تھا۔ سیدنا مروان رضی اللہ عنہ نے اسی گواہی کے مطابق ان کے حق میں فیصلہ کر دیا۔

(صحیح بخاری، کتاب الھبة وفضلھا والتحریض علیھا، رقم الحدیث ۲۶۲۴)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ:

کسی غلام نے ایک باغ سے کھجور کا پودا چرا کر اپنے آقا کے باغ میں لگا دیا۔ پودے والا اس کی تلاش میں نکلا

اور بالآخر اسے پالیا۔ پھر اس نے سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کے ہاں مقدمہ دائر کر دیا تو انھوں نے اسے قید کر دیا اور اس کا ہاتھ کاٹنا چاہا۔ غلام کا آقا سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے متعلق ان سے دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ پھل اور پودے (گودے کی چوری) میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اس شخص نے عرض کیا کہ میرے غلام کو سیدنا مروان رضی اللہ عنہ نے قید کیا ہے۔ اور وہ اس کا ہاتھ بھی کاٹنا چاہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ ان کے پاس جائیں اور انھیں یہ حدیث سنا دیں۔

چنانچہ سیدنا رافع رضی اللہ عنہ نے سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کو اس حدیث سے آگاہ کیا جس پر انھوں نے اس غلام کی رہائی کا حکم دے دیا۔ ملاحظہ ہو:

مؤطا امام مالک، کتاب السرقة باب مالا قطع فیه ص ۲۹۲، مؤطا امام محمد، کتاب الحدود فی السرقة، باب من سرق ثمرا أوغیر ذلک مما بم یحرز ص ۳۰۲، سنن أبی داود (۴۳۸۸)، سنن ترمذی (۱۴۴۹) سنن نسائی (۴۹۷۵) سنن ابن ماجه (۲۵۹۳)

حضرت امام محمد رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ:

ابوغطفان نے خبر دی کہ مروان بن حکم رضی اللہ عنہما نے مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بھیجا کہ داڑھ کی دیت کیا ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کی دیت پانچ اونٹ ہیں۔

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ نے مجھے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف دوبارہ بھیجا کہ داڑھ کو دانتوں کے برابر کیوں کرتے ہیں؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آپ دانتوں کو انگلیوں کے برابر قیاس کر لیتے تو آپ کے لیے کافی ہوتا کیونکہ تمام انگلیوں کی دیت برابر ہے۔ **(مؤطا امام محمد، کتاب الدیات، باب دیة الأسنان، ص ۲۹۳)**

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کی غیر جانب داری اور عدل وانصاف کا یہ حال تھا کہ انھوں نے ایک غلام کی شکایت پر اپنے حقیقی بھائی عبدالرحمٰن بن حکم کے خلاف فیصلہ صادر کر دیا تھا۔ ڈاکٹر حمدی شاہین لکھتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ آپ کے بھائی عبدالرحمٰن بن حکم نے اہل مدینہ کے ایک غلام کو طمانچہ مار دیا۔ اس نے سیدنا مروان رضی اللہ عنہ سے شکایت کی جو اس وقت مدینہ کے گورنر تھے۔ انھوں نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو طلب کیا اور اس غلام کے سامنے بیٹھایا اور اس سے کہا: اس کو طمانچہ لگاؤ۔ غلام نے کہا میرا یہ مقصد نہ تھا بلکہ میرا مقصود صرف اس کو یہ بتانا تھا کہ اس کے اوپر بھی ایک قوت ہے جو میری مدد کرے گی اور میں نے اپنا یہ حق آپ کو ہبہ کر دیا۔ سیدنا مروان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اسے قبول نہیں کروں گا تم اپنا حق لے لو۔

اس نے کہا: اللہ کی قسم میں طمانچہ نہیں لگا سکتا لیکن میں آپ کو ہبہ کرتا ہوں۔ سیدنا مروان رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم میں اسے قبول نہیں کر سکتا۔ اگر تمہیں یہ ہبہ کرنا ہے تو اس کو ہبہ کرو جس نے تمہیں طمانچہ مارا ہے یا پھر اللہ کے حوالے کر دو۔ اس نے کہا: میں نے اللہ کے لیے ہبہ کر دیا۔ اس فیصلے سے عبدالرحمٰن بن حکم سخت ناراض ہوئے اور سیدنا

مروان رضی اللہ عنہ کی ہجو میں اشعار کہے۔　　(الدولة الاموية المفترى عليها، ص ۲۰۰)

حافظ ابن عبد البر (م۴۶۳ھ) نے ہجو پر مبنی یہ اشعار سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کے حالات کے ضمن میں نقل کر کے لکھا ہے کہ:

''انما قال له أخوه عبد الرحمن ذٰلک حين ولّاه معاوية امارة المدينه وكان كثيرا مايهجوه''

(الاستيعاب، الجزء الثالث، ص ۴۲۶)

صد افسوس کہ حافظ صاحب کو یہ ''ہجو یہ اشعار'' تو یاد رہ گئے مگر وہ اس کا سبب فراموش کر گئے۔

جامعہ ازہر کے فاضل استاذ، ڈاکٹر ابراہیم علی شعوط نے سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کا ایک فیصلہ نقل کیا ہے کہ:

ایک عورت نے ایک کام کے سلسلے میں نذر مانی کہ اگر اس نے وہ کام کر دیا تو وہ اپنے بیٹے کو کعبہ معظّمہ کے پاس ذبح کر دے گی۔ پھر اس نے وہ کام کر دیا۔ پھر وہ مدینہ منورہ آئی تا کہ وہ اپنی نذر کے بارے میں فتویٰ حاصل کرے۔ پس وہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئی تو انھوں نے اس عورت سے کہا: میں نہیں جانتا: اللہ تعالیٰ نے نذر کے معاملے میں اسے پورا کرنے کا حکم دیا ہے۔ تو اس عورت نے کہا: کیا میں پھر اپنے بیٹے ذبح کر دوں؟

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نفسوں کو قتل کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ اس سے زیادہ انھوں نے کچھ نہیں کہا۔

پھر وہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئی تو انھوں نے اس مسئلہ کے جواب میں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نذر پوری کرنے کا حکم دیا ہے اور نذر دین ہے اور اس نے تمہیں اپنی جانوں کے قتل سے بھی منع فرمایا ہے۔ پھر انھوں نے اسے حضرت عبدالمطلب کے بیٹے کی نذر کا قصہ سنایا اور اس فدیہ کا بھی ذکر کیا جو انھوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کے لیے دیا تھا۔ پھر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس عورت سے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تو اپنے بیٹے کے بدلے ایک سو اونٹ ذبح کر دے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ فیصلہ گورنر مدینہ سیدنا مروان رضی اللہ عنہ تک پہنچا تو انھوں نے فرمایا:

میں نہیں خیال کرتا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما دونوں نے درست فتویٰ دیا ہو۔ علمی طور پر مسئلہ یہ ہے کہ اللہ کی نافرمانی میں نذر کی کوئی حیثیت نہیں ہے تُو (وہ عورت) اللہ سے مغفرت طلب کر اور توبہ کر اور صدقہ دے اور امور خیر میں سے جو تو چاہے عمل کر جہاں تک تیرے بیٹے کو ذبح کرنے کی نذر کا تعلق ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ نے تجھے منع فرمایا ہے۔

پس لوگ اس فیصلے سے خوش ہوئے اور انھیں امیر مروان رضی اللہ عنہ کا یہ قول نہایت ہی پسند آیا اور انھوں نے اس رائے کا اظہار کیا کہ انھوں درست فتویٰ دیا ہے پھر وہ اسی کے مطابق ہمیشہ فتویٰ دیتے رہے۔ کہ اللہ کی معصیت میں نذر پوری نہ کی جائے۔

یہ فیصلہ سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کی اہلیت وعلمیت کو ظاہر کرتا ہے کہ انھوں نے اس فیصلہ کے معاملہ میں حضرت عائشہ کی اس حدیث پر اعتماد کیا ہے۔"جو شخص اللہ کی اطاعت (نیک کاموں) کی نذر کرے وہ اسے بجالائے اور جو شخص اللہ کی نافرمانی (گناہ کے کاموں) کی نذر کرے تو وہ ہرگز وہ کام نہ کرے"

(أباطيل يجب أن تمحىٰ من التاريخ، ص ٣١٤، ٣١٥. تحت "مكانته (اى مروان) العلميته)

ڈاکٹر ابراہیم علی شعوط نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کی جب حدیث کا ذکر کیا ہے اس کے متن کے لیے ملاحظہ ہو:

(صحيح بخاری، كتاب الأيمان والنذور . باب النذر فيما لايملك ولافی معصية، رقم الحديث ٦٧٠٠)

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ اور خشیت الٰہی:

اللہ تعالیٰ نے"خشیت" کو علماء کا وصف قرار دیا ہے:

"اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا"　　(سورۃ فاطر ۲۸)

اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کا شمار صغار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔وہ نہ تو فکر آخرت سے غافل تھے اور نہ ہی ان کا دل خوف الٰہی سے خالی تھا بلکہ وہ قیامت کے مواخذہ کا تذکرہ سن کر لرزہ براندام ہوجاتے تھے۔ایک مرتبہ سورۃ آل عمران کی تلاوت کرتے ہوئے جب اس آیت پر پہنچے کہ:

"لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" (آل عمران ۱۸۸)

ہرگز آپ یہ خیال نہ کریں کہ جو لوگ خوش ہوتے ہیں اپنی کارستانیوں پر اور پسند کرتے ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے ایسے کاموں سے جو انھوں نے کیے ہی نہیں۔تو ان کے متعلق یہ گمان نہ کرو کہ وہ امن میں ہیں عذاب سے۔ان کے لیے ہی تو دردناک عذاب ہے۔

تو سخت پریشان ہوئے اور اپنے دربان سے کہا کہ:

اے رافع! تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جا،ان سے دریافت کر کہ اس آیت کی رو سے تو ہم سب عذاب کے مستحق ہیں کیونکہ ہر شخص ان نعمتوں پر جو اسے مہیا ہیں بہت خوش ہے اور چاہتا ہے کہ جو (اچھا) کام اس نے نہیں کیا اس پر بھی اس کی تعریف ہو۔(رافع نے جا کر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا) انھوں نے جواب دیا کہ اس آیت سے تم (مسلمانوں) کو کیا تعلق؟ واقعہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو بلا بھیجا ان سے (دین کی) کوئی بات دریافت کی تو انھوں نے (صحیح بات چھپائی اور) غلط بتادی۔پھر یہ سمجھے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مفت میں نیک نام ہوگئے۔وہ سب اس بات پر بہت خوش ہوئے کہ حق چھپایا۔

یہ واقعہ سنا کر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ آیت " وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ...... اَنْ

یُّحۡمَدُوۡا بِمَا لَمۡ یَفۡعَلُوۡا'' (آل عمران ۱۸۷۔۱۸۸) تک پڑھی۔

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر باب قوله "لَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ یَفۡرَحُوۡنَ بِمَآ اَتَوۡا ...... رقم الحدیث ۴۵۶۸)

امام ابن کثیر لکھتے ہیں کہ:

بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ سیدنا مروان رضی اللہ عنہ نے آخری بات جو کہی وہ یہ تھی ''جو جہنم سے ڈرا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی'' (البدایة و النهایة، جلد۸، ص ۲۶۲)

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ سے متعلق اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ فکر آخرت میں ''خشیت الٰہی'' سے غمگین رہا کرتے تھے۔ اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہو جاتے تھے۔

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کا جذبہ قبول حق:

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ نے جائز صحیح اور حق بات کے قبول کرنے میں اپنے منصب و مرتبہ کی پروا کیے بغیر کبھی پس و پیش سے کام نہیں لیا۔ جوں ہی حقیقت حال واضح ہوئی فوراً اسے قبول کر لیا۔

حضرت نافع بن جبیر کہتے ہیں کہ:

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خطبہ دیا۔ خطبہ میں مکہ اور اہل مکہ کا ذکر کیا اور مکہ معظّمہ کی حرمت بیان کی تو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے انھیں پکارا اور کہا:

کیا بات ہے کہ آپ مکہ، اہل مکہ اور مکہ کی حرمت کا ذکر کرتے ہیں اور مدینہ، اہل مدینہ اور مدینہ کی حرمت کا ذکر نہیں کرتے؟ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ کے) دونوں سنگستانوں کے درمیانی علاقہ کو حرم قرار دیا ہے اور یہ ہمارے پاس خولانی چمڑے پر لکھا ہوا بھی ہے۔ اگر آپ چاہیں تو آپ کو پڑھ کر سنا دوں؟ یہ سن کر سیدنا مروان رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے پھر فرمایا: ہاں میں نے بھی کچھ ایسا سنا ہے۔

(صحیح مسلم، الجزء الاول ص ۴۴۰. کتاب الحج، باب فضل المدینة)

ایک دن سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروان رضی اللہ عنہ سے کہا:

'' آپ نے سود کی بیع کو حلال کر دیا۔'' انھوں نے پوچھا: میں نے کیا کیا؟ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے تو سند (چھٹیوں) کی بیع جائز کر دی۔ حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلہ کی بیع سے منع فرمایا ہے جب تک اس پر پوری طرح قبضہ نہ کر لے۔ پھر سیدنا مروان رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور لوگوں کو اس بیع سے منع کر دیا۔

(صحیح مسلم، جلد ثانی، کتاب البیو ع، باب البطلان بیع المبیع قبل القبض)

''بیع الصکاک'' یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے لوگوں کو سالانہ یا ماہوار کی سند مل جاتی تھی کہ اتنے عرصہ کے بعد ان لوگوں کو اتنی رقم ادا کر دی جائے گی۔ لوگ ان سندوں کو رقم وصول کرنے سے قبل دوسروں کے ہاتھ فروخت کر دیتے تھے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس بیع کیا کیونکہ یہ ایک ایسی شی کی بیع ہے جو ابھی بائع کے قبضہ میں نہیں آئی اور اس

طریقہ کی بیع سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے سیدنا مروان رضی اللہ عنہ نے مسئلہ معلوم ہوجانے کے بعد ایک خطبہ کے ذریعے لوگوں کو اس قسم کی بیع سے منع فرمادیا۔

فقیہ مصر حضرت لیث بن سعد اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ ابونضر سالم کہتے ہیں:

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ ایک جنازے میں شریک ہوئے اور جب نماز جنازہ ادا کر کے واپس ہوئے تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

انھوں نے ایک قیراط نیکی حاصل کر لی اور ایک قیراط سے محروم رہے۔ سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کو جب اس بات کی اطلاع دی گئی تو وہ تیزی سے واپس ہوئے یہاں تک کہ سرعت کی وجہ سے آپ کے گھٹنے کھل گئے اور پھر دوسرے لوگوں کے ساتھ زمین پر بیٹھ گئے یہاں تک کہ (تدفین کے بعد) جانے کی اجازت مل گئی۔

(البدایة والنهایة، جلد۸، ص ۲٦۰ تحت مروان بن الحکم رضی اللّٰہ عنہ)

امام بخاری بھی اسی نوعیت کا ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ:

سعید مقبری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک جنازے میں تھے تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور دونوں جنازہ رکھے جانے سے پہلے بیٹھ گئے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ آئے اور مروان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا: کھڑے ہوجاؤ۔ اللہ کی قسم: یہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے (یعنی جنازہ زمین پر رکھنے سے پہلے بیٹھنے سے) منع فرمایا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے درست بات کہی۔

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب متیٰ یقعد اذا قام للجنازة. رقم الحدیث ۱۳۰۹)

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ سیدنا مروان رضی اللہ عنہ اس وقت مدینہ کے گورنر تھے جبکہ جنازہ زمین پر رکھنے سے پہلے بیٹھنا کوئی حرام یا معصیت نہیں ہے بلکہ صرف خلافِ اولیٰ یا زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے۔

پھر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو اس مسئلہ سے آگاہ تھے انھوں نے بھی اس کی خلاف ورزی کی تھی مگر سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بجائے گورنر مدینہ سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر انھیں کھڑا کر دیا۔ اور انھوں نے اس کی تعمیل کر دی اور سرعام اس سرزنش کو ذرہ بھی محسوس نہیں کیا۔ یہ واقعہ سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کی اعلیٰ درجہ کی بے نفسی اور حق پسندی کو ظاہر کر رہا ہے۔

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ بحیثیت خلیفہ:

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ ۵۷ھ میں منصبِ امارت سے سبک دوش ہوگئے تھے لیکن اس کے بعد مدینہ منورہ میں ہی مقیم رہے یہاں تک کہ یزید کی خلافت کے آخر میں واقعہ حرہ سے پہلے اہل مدینہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ایماء پر نہ صرف سیدنا مروان رضی اللہ عنہ سمیت تقریباً ایک ہزار افراد بنوامیہ کو گھیر کر مدینہ بدر کر دیا تھا بلکہ ان کے مال واسباب پر

بھی قبضہ کر لیا تھا لیکن واقعہ حرہ (ذی الحجہ ۶۳ھ) کے بعد یہ لوگ راستے سے ہی واپس مدینہ منورہ آ گئے تھے۔ ۱۵ ربیع الاول ۶۴ھ کو یزید کی وفات کے بعد سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بحیثیت خلیفہ اموی حضرات کو دوبارہ مدینہ بدر کر دیا۔

حالانکہ حصین بن نمیر نے اس موقع پر نہ صرف مکہ مکرمہ کا محاصرہ اٹھا لیا تھا بلکہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو عالم اسلامی کا متفقہ خلیفہ بنانے کی بھی پیش کش کی یزید کی وفات کے بعد دمشق کا مرکز خالی تھا۔ سیدنا مروان رضی اللہ عنہ اور عبدالملک وغیرہ بھی ان کے حق میں تھے لیکن سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس پیش کش کو سختی کے ساتھ مسترد کر دیا۔

مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی لکھتے ہیں کہ:

''ابن زبیر رضی اللہ عنہما شجاع و بہادر تھے لیکن موقع شناس نہ تھے۔ انھوں نے جواب دیا کہ جب تک ایک ایک حجازی کے بدلے دس دس شامیوں کا سر قلم نہ کر لوں گا اس وقت تک کچھ نہیں ہو سکتا۔

اس طرح ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنی نا عاقبت اندیشی سے ایک بہترین موقع کھو دیا۔ اگر انھوں نے ابن نمیر کے مشورہ پر عمل کیا ہوتا تو آج بنی امیہ کی تاریخ کا کہیں وجود نہ ہوتا۔''

(تاریخ اسلام اولین، ص ۳۸۹، تحت ''ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی سیاسی غلطی'')

موصوف آگے چل کر مزید لکھتے ہیں کہ:

''اس وقت قریباً کل دنیائے اسلام میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت مسلم ہو گئی تھی کہ عین اس وقت انھوں نے ایک فاش غلطی کی کہ بنو امیہ کی اکھڑی ہوئی حکومت پھر قائم ہو گئی۔

یاد ہو گا کہ انھوں نے مکہ اور مدینہ سے بنی امیہ کو نکلوا دیا تھا لیکن واقعہ حرہ کے بعد یہ لوگ پھر لوٹ آئے تھے۔ یزید کی موت کے بعد ان کی ہمت اتنی پست ہو چکی تھی کہ مروان بن حکم اموی تک جو مدینہ کا حاکم تھا ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں پر بیعت کرنے کے لیے آمادہ ہو گیا تھا۔ لیکن ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو بنی امیہ سے اتنی نفرت تھی کہ انھوں نے انجام کو سوچے بغیر کل بنو امیہ کو جن میں مروان اور اس کا لڑکا عبدالملک بھی تھا، مدینہ سے نکلوا دیا۔ اس وقت عبدالملک چیچک میں مبتلا تھا اس لیے مروان کے لیے مدینہ چھوڑنا مشکل تھا۔ لیکن ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اسے ایک لمحہ کے لیے نہ ٹکنے دیا اور مروان کو اسی حالت میں عبدالملک کو لے کر نکل جانا پڑا بعد میں ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو اس غلطی کا احساس ہوا اور انھوں نے اس کی تلاش میں آدمی دوڑائے لیکن وہ نکل چکے تھے۔ اس واقعہ سے ابن زبیر اور بنی امیہ دونوں کی تاریخ کا رُخ بدل دیا۔ اگر اس وقت بنی امیہ کو ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے روک لیا ہوتا تو پھر ان کا مقابلہ کرنے والا کوئی نہ تھا۔''

(تاریخ اسلام اوّلین، ص ۳۹۶۔۳۹۷، تحت ''ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی ایک سیاسی غلطی اور اس کا نتیجہ'')

ادھر دوسری طرف مرکز خلافت دمشق میں مقامی لوگوں نے یزید کی وفات کے بعد ان کے بڑے لڑکے معاویہ بن یزید کو جن کی عمر اس وقت صرف اکیس برس تھی اور ان کی صحت بھی اچھی نہ تھی خلیفہ بنانے کی کوشش کی۔ مگر انھوں نے انکار کر دیا اور گھر میں چھپ گئے جہاں ایک روایت کے مطابق چھ ماہ اور کچھ دن تک بیمار رہ کر وفات پا گئے۔

اس اثناء میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی اپنی خلافت کے استحکام میں کوشاں رہے لیکن حجاز وعراق کے سوا ان کی خلافت کو کسی نے تسلیم نہیں کیا اور عراق میں بھی ان کی کامیابی جزوی اور فوجی قبضے کے سوا کچھ نہ تھی ان کے مخالفین کی تعداد بہت زیادہ تھی۔

اس وقت سیدنا مروان رضی اللہ عنہ جو ایک تجربہ کار، مدبر اور مقبول شخص تھے مدینہ سے دمشق آ کر لوگوں کے اصرار پر سریر آرائے خلافت ہو گئے اور لوگوں نے بخوشی بیعت کر لی۔ اس انعقاد بیعت میں دمشق سے باہر کے علاقوں میں معمولی جھڑپوں کے علاوہ کوئی قابل ذکر مخالفت نہیں ہوئی۔

تھوڑے ہی عرصہ بعد سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کی حسنِ تدبیر کے نتیجے میں مصر بھی بغیر کسی قتل وخون کے خلافت دمشق کے زیرنگین آ گیا۔ نیز انہوں نے دوسرے صوبوں سے رابطہ قائم کر کے دمشق کی مرکزی حکومت کو کافی مضبوط ومستحکم بنا دیا۔ سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت دس ماہ ہے اور انھوں نے رمضان ۶۵ھ میں وفات پائی۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے فاضل مقالہ نگار لکھتے ہیں کہ:

’’یزید اول کی وفات کے بعد اسے (یعنی مروان کو) ایک دفعہ پھر (مدینہ سے) بھگا دیا گیا تو اس نے ملک شام میں سکونت اختیار کر لی جہاں وہ معاویہ ثانی کے دربار میں حاضری دیتا تھا۔ جب یہ فرمانروا چل بسا تو مروان بنوامیہ کی قسمت سے مایوس ہو کر (ایک دفعہ پھر) ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت کو تسلیم کر لینے پر مائل ہو گیا جبکہ عبیداللہ بن زیاد نے اسے خود خلافت کے امیدوار کی حیثیت سے کھڑا ہونے کی ترغیب دی۔ مجلس جابیہ میں اس کی خلافت کا اعلان کیا گیا۔ اس کے عہد حکومت کا اندازہ آٹھ یا گیارہ مہینے لگایا جاتا ہے۔ یہ فرق اس پر منحصر ہے کہ ’’جابیہ‘‘ میں اس کے منتخب ہونے کی تاریخ سے شمار کریں یا تخت نشینی کے موقع سے جبکہ دوبارہ یہ رسم زیادہ تکلف سے دمشق میں ادا ہوئی......

مروان بن الحکم نے اپنے آپ کو اعلیٰ درجے کا مدبر ثابت کیا۔ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہم عصر تھا اور اس وقت تمام سفیانیوں کی ماتحتی میں اسے ایک درخشاں ثانوی مرتبہ حاصل رہا ہے۔ خلافت اس نے حاصل تو کر لی مگر اس وقت جب اسے اس کی چنداں پرواہ نہیں رہی تھی۔ جب اسے یہ رتبہ مل گیا تو اسے وہی اصابتِ رائے اور برمحل اقدامات کی قوت بھی میسر آ گئی جس کی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تعریف کرتے تھے۔ اس نئے حکمران کو اتنی مہلت ضرور مل گئی کہ وہ بنوامیہ کی زوال پذیر حکومت کو تاریخ کے ایک مختصر سے دور کے لیے استحکام بخش دے......

شامی خلفاء میں اس کا مقام متعین کرنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے مستعدی اور فن حکمرانی سے آگہی میں مروان اپنے نامی گرامی رشتہ دار امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یاد دلاتا ہے۔ وہ ان کا ہم پلہ ہو جاتا اگر ان امتیازی صفات کے ساتھ ساتھ اسے خوش مزاجی اور فراست کا وہ امتزاج بھی حاصل ہوتا ہے جسے عرب ’’حلم‘‘ کہتے اور بہت پسند کرتے تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں پایا جاتا تھا۔

وہ (یعنی مروان) نازک حالات میں خلیفہ بنا تھا اور اسے سب سے بڑھ کر مستقل مزاجی دکھانے کی ضرورت تھی

تا کہ بغاوتیں فرو کر سکے اگر وہ کچھ مدت اور زندہ رہتا تو ہم بخوبی باور کر سکتے ہیں کہ وہ اپنی شرافت مزاجی میں پہلے اموی خلیفہ کا ہم سر ثابت ہوتا۔

مروان بن الحکم پہلا حکمران ہے جس نے اپنے مختصر عہد حکومت میں اسلامی دینار ضرب کرائے جن پر ''قل ھو اللہ اُحد'' لکھا ہوتا تھا۔ اس کی نسل سے حکمرانوں کے دو خاندانوں شامی اور اندلس کے علاوہ ایک خاندان ''المروانہ'' ہوئے ہیں جو سعید مصر میں رہائش پذیر تھے۔ ان مقاماتِ رہائش میں سے ''حلب'' کے قریب ''دابق'' بھی تھا۔''

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ جلد ۲۰ ص ۴۷۶، ۴۷۸)

امام ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) نے لکھا ہے کہ:

حضرت مروان رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی (مہر) کا نقش ''العزۃ للّٰہ'' تھا اور بعض لوگوں نے کہا اس پر ''آمنت بالعزیز الرحیم'' لکھا ہوا تھا۔ (البدایۃ و النھایۃ، جلد ۸، ص ۲۶۲)

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ نے بحیثیت کاتب، بحیثیت قاضی، بحیثیت امیر حج اور بحیثیت گورنر وخلیفۂ عظیم خدمات سرانجام دے کر ہر ہر منصب پر اپنے انتخاب کو صحیح ثابت کر دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں یہ ریمارکس کہ ''القاری لکتاب اللّٰہ الفقیہ فی دین اللّٰہ، الشدید فی حدود اللّٰہ'' دے کر انھیں اپنے بعد بطور خلیفہ نامزد کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا۔

کاتب وحی، فاتح عرب وعجم، مدبر اسلام اور خلیفۂ راشد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے سیدنا مروان رضی اللہ عنہ پر اس قدر اعتماد سے ان کی اہلیت خلافت پر مہر تصدیق ثبت ہو جاتی ہے۔

بہر حال سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کا شمار ''رؤیتاً'' صغار صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے جبکہ ''روایتاً'' وہ کبار تابعین میں سے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور سیدنا مروان بن الحکم رضی اللہ عنہ کے باہمی نزاعات کو بھی ''جنگ جمل اور جنگ صفین'' کی طرح مشاجرات صحابہ پر محمول کر کے ان پر تنقیدی نشتر چلانے سے اپنی زبانوں اور قلموں کو روک لینا چاہیے کیونکہ اسی چیز میں ایمان واسلام کی سلامتی مضمر ہے۔

(جاری ہے)

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501